

اور حیات کی آخری سانسوں کی لذت کوئی حسینؑ سے پوچھے۔ تمام مورخین گواہ ہیں کہ وہ رات کسی کام میں نہیں کٹی۔ وہ رات ذکر میں، رکوع میں، قیام میں، قعود میں، تسبیح میں، تہلیل میں، تمہید میں، تکبیر میں، سحر ہوگئی۔ کر بلا کابلہ خیز میدان ان سپاہیوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔ دشمنوں میں جنگی تیاریاں تھیں۔ تیرو نیزے درست کیئے جارہے تھے، شمشیر پر دھار رکھی جارہی تھی۔ آلات حرب ایک ایک کر کے سنوارے جارہے تھے۔ جھولیوں میں پتھر جمع کئے جارہے تھے۔ لیکن حسینؑ کی طرف کیا تھا۔ لہم دوی کدوی النحل۔ شہد کی مکھیوں کی پرواز میں جو گونج ہوتی ہے۔ اسی طرح ان نشہ کاموں کی تسبیح نے کر بلا کی فضا کو ہلادیا تھا۔ وہ آواز آج بھی فنا نہیں ہوئی۔ عالم بالا کی سیر میں مصروف ہے۔ کاش جاذب الصوت آلات اتنے قوی ہو جائیں کہ فضا کی آوازوں کو سمیٹ سکیں تاکہ دنیا ان پیاسوں کی تسبیح اور اس کے لہجے کو اپنے کانوں سے سن کر اندازہ تو لگائے کہ مخلوق پر خالق کا کیا حق ہے۔ اور وہ بندے کس آن بان کے تھے جو صبح قربانی کی خوشی میں رات کو عید کی طرح خوشی سے ایک دوسرے کے گلے ملتا تھا۔ اور مبارکباد دیتا تھا۔ گوان کی زندگی خطرہ میں تھی، مگر جان آفرین کی یاد نے ان کو بے خوف بنادیا تھا۔ کیا یہ واقعہ ہر مذہب و ملت والے کو پالنے والے کی پیدا کرنے والے کی قدر و منزلت نہیں بتاتا۔ کیا اور اس قسم کی حسینؑ کو ششیں ہر شخص کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتیں؟ یہ ہے وہ حسینیت جس پر کائنات کونا زہے۔ اور کیوں نہ حسینؑ کا ہر کارنامہ افادیت کی جان ہے۔ اور باعتبار شان و شوکت اپنی مثال آپ ہے۔ اسی بے مثال اور دیگر خوبیوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حافظ شیرازی فرماتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ نمبر ۵۷ کا -----)

ماہنامہ ”شعاعِ عمل“ لکھنؤ